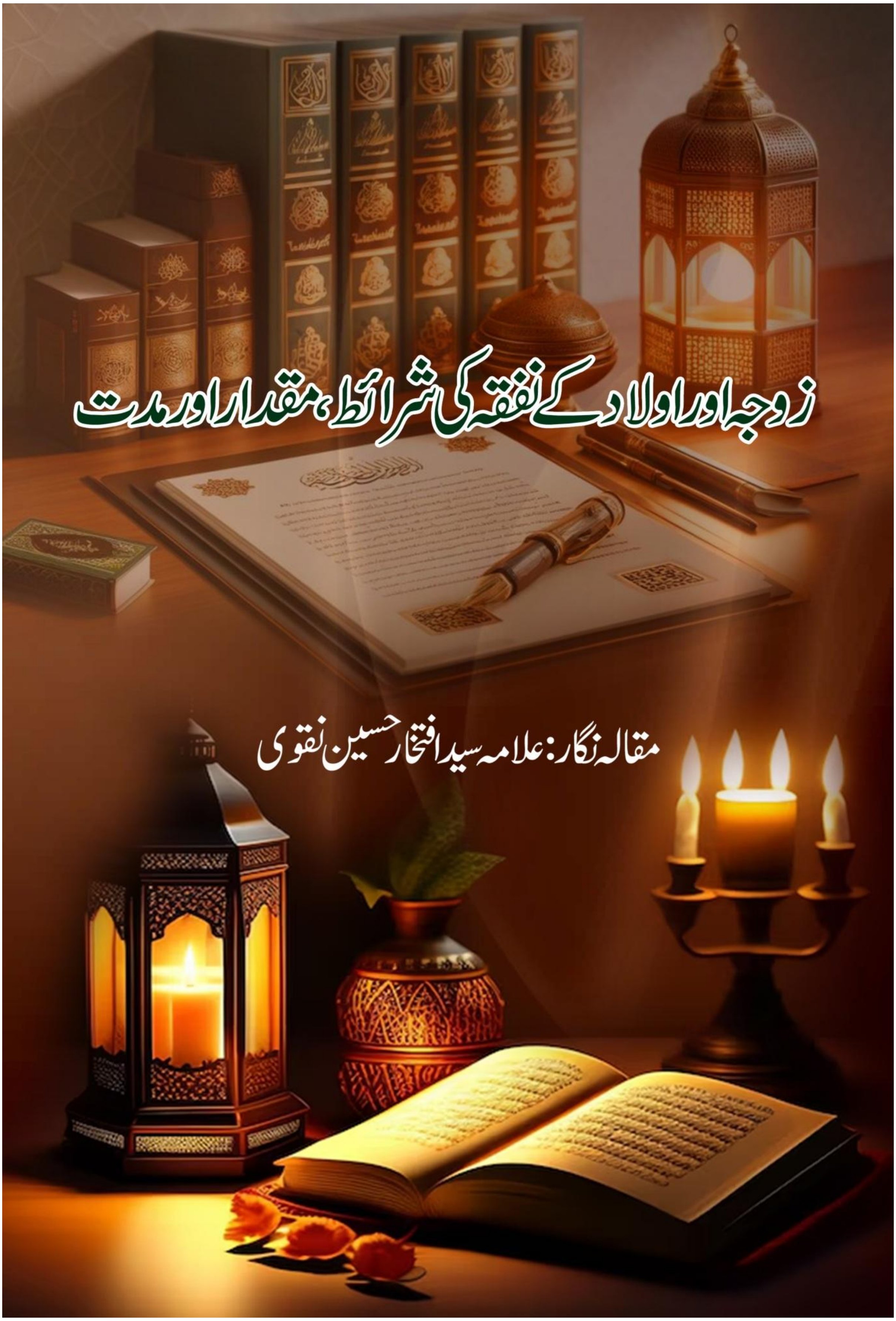
زوجہ اور اولاد کے نفقہ کی شرائط، مقدار اور مدت
مقالہ نگار: علامہ سید افتخار حسین نقوی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

زوجہ اور اولاد کے نفقہ کی شرائط، مقدار اور مدت

مقالہ نگار: سید افتخار حسین نقوی النجفی

رکن اسلامی نظریاتی کونسل، پاکستان

پیش لفظ

اسلامی نظریاتی کونسل کے شعبہ ریسرچ نے ایجنڈا آیٹم نمبر ۶ مسلم عائلی قوانین (ترمیمی) بل ۲۰۲۴ کے حوالے سے لائق تحسین بحث کی ہے اور اس میں بل میں ترمیم کے حوالے سے قابل اعتراض نکات بیان کئے ہیں اور اس حوالے سے اسلامی موقف بیان کیا ہے۔ اس بحث کے تناظر میں معزز اراکین کی خدمت میں شیعہ موقف پیش کرنے کے لیے تحریر ہذا پیش کی جارہی ہے۔

اسلامی شریعت کی رو سے زوجہ کے نفقہ کی ذمہ داری شوہر پر اور اولاد کے نفقہ کی ذمہ داری باپ پر ہے اس شرط کے ساتھ کہ اولاد نابالغ ہو یا بالغ ہو، لیکن کسی شرعی عذر کی وجہ سے کمانے کے قابل نہ ہو، نیز غیر شادی شدہ بیٹیاں چاہے بالغہ ہوں یا نابالغہ، جب تک ان کی شادی نہ ہو ان کے نفقہ کی ذمہ داری والد پر ہے۔

اللہ تعالی کا ارشاد ہے: "وَعلَى الۡمَوۡلُودِ لَهُ رِزۡقُهُنَّ وَكِسۡوَتُهُنَّ بِالۡمَعۡرُوفِ"[1] اس آیت میں "مولود لہ" سے مراد باپ ہے۔ جب اللہ تعالی نے بچے کی وجہ سے عورتوں کا خرچہ باپ کے ذمہ واجب کردیا ہے تو خود بچے کا خرچہ بدرجہ اولیٰ اس پر واجب ہونا چاہئے۔ باپ پر بچوں کے اخراجات واجب ہونے کی شرط یہ ہے کہ باپ کے پاس اولاد کے اخراجات موجود ہوں یا اتنا کمانے کی طاقت رکھتا ہو جو اس کے اپنے خرچے سے زائد ہو۔ لیکن اگر باپ تنگ دست یا بے روزگار ہو تو ان رشتہ داروں کو بچے پر خرچ کرنے کا حکم دیا جاے گا، جو باپ کی عدم موجودگی میں خرچ کرنے کے مکلّف ہیں، مثلا دادا، لیکن ان کا خرچہ باپ کے ذمے قرضہ رہے گا اور غربت کے بعد واپس لوٹانا ہوگا۔ اولاد کے اخراجات باپ پر اس وقت عائد ہوتے ہیں جب وہ تنگ دست، غریب اور بے روزگار ہوں، لیکن اگر وہ کما سکتے ہوں تو ان کے اخراجات باپ پر واجب نہیں ہوتے۔ لہٰذا تعلیم حاصل کرنے والے طلبہ کمانے سے عاجز سمجھے جائیں گے۔

---

[1]۔ سورہ بقرۃ، آیت 233۔ "اور بچے والے کے ذمے دودھ پلانے والی ماؤں کا روٹی کپڑا معمول کے مطابق ہوگا"۔

زوجہ کا نفقہ

زوجہ کا نفقہ شوہر کے ذمہ واجب ہونے کے بارے کوئی اختلاف نہیں، یہ حکم کتاب و سنت کی رو سے ثابت ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''لِيُنْفِقْ ذُوْ سَعَةٍ مِّنْ سَعَتِهٖ ط وَمَنْ قُدِرَ عَلَيْهِ رِزْقُهٗ فَلْيُنْفِقْ مِمَّآ اٰتٰىهُ اللّٰهُ''[2] ترجمہ: وسعت والا اپنی وسعت کے مطابق خرچ کرے اور جس پر اس کے رزق میں تنگی کی گئی ہو اسے چاہیے کہ جتنا اللہ نے اسے دے رکھا ہے اس میں سے خرچ کرے''۔ اسحاق بن عمار نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ زوجہ کا شوہر پر کیا حق ہے کہ جس سے اگر وہ ادا کرے تو وہ محسن بن جاتا ہے؟ امام علیہ السلام نے فرمایا: وہ اس کا شکم سیر کرے، اسے لباس دے اور اس کی کوتاہیوں کو بخش دے۔[3] فقہ جعفری میں زوجہ کے نفقہ کے لیے دو شرائط بیان ہوئیں ہیں:

۱۔ عقد دائمی، پس جس عورت کے ساتھ عقد موقت کیا جائے اس کا نفقہ شوہر پر واجب نہیں۔

۲۔ تمکین، پس اگر زوجہ ناشزہ (نافرمان) ہو اور حقوق زوجیت ادا نہ کرے تو وہ نفقہ کی حقدار نہیں، ہاں شرعی عذر جیسے مریض ہونے یا حالت حیض میں ہونے یا واجب عمل انجام دینے کی وجہ سے ناشزہ نہ ہوگی۔[4] رسول اللہ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا: ''أَيُّمَا امْرَأَةٍ خَرَجَتْ مِنْ بَيْتِهَا بِغَيْرِ إِذْنِ زَوْجِهَا فَلَا نَفَقَةَ لَهَا حَتَّى تَرْجِعَ''۔[5] جو عورت شوہر کی اجازت کے بغیر گھر سے باہر جائے تو جب تک وہ واپس گھر نہ لوٹے اس کا نفقہ شوہر پر واجب نہیں۔

شوہر پر زوجہ کا نفقہ واجب ہونے کے لیے زوجہ کا تنگ دست ہونا شرط نہیں ہے لہٰذا اگر زوجہ کے پاس اپنی ضروریات پوری کرنے کے لیے وسائل موجود ہوں تو پھر بھی اس کا نفقہ شوہر پر واجب ہے۔ زوجہ کے نفقہ میں اس کی ضرورت کے تمام وسائل شامل ہیں جس میں اس کی حیثیت اور شان کے مطابق مکان، کپڑے، کھانا، گھریلو ضرورت کی چیزیں، طبّی اخراجات اور ضرورت کی صورت میں نوکر وغیرہ کا انتظام شامل ہے۔ لہٰذا، عقد دائم میں شوہر اپنی بیوی کا نفقہ ادا کرنے کا پابند ہے۔ شرعی اعتبار سے زوجہ اور اولاد کے نفقہ کی خاص مقدار معین نہیں بلکہ اس کا معیار عرف ہے کہ جس کے ان کی ضروریات زندگی پوری ہوں جس میں کھانا، لباس، رہائش کے لیے مکان، خادم اور چراغ کے وسائل شامل ہیں۔[6]

---

[2]۔ سورہ طلاق، آیت ۷۔

[3]۔ وسائل الشیعہ إلی تحصیل مسائل الشریعۃ، ج ۲۱، ص ۵۱۱، ''مَا حَقُّ الْمَرْأَةِ عَلَى زَوْجِهَا الَّذِي إِذَا فَعَلَهُ كَانَ مُحْسِناً قَالَ يُشْبِعُهَا وَيَكْسُوهَا وَإِنْ جَهِلَتْ غَفَرَ لَهَا''۔

[4]۔ مسالک الافام، زین الدین عاملی، ج ۸، ص ۴۳۸، ۴۳۹؛ جامع المدارک، آیت اللہ سید احمد خوانساری، ج ۳، ص ۴۷۶۔

[5]۔ اصول کافی، ج ۵، ص ۵۱۴۔

[6]۔ مسالک الافہام، ج ۸، ص ۴۳۹۔ ۴۵۵۔

طلاق رجعی میں عدت کے دوران زوجہ کا نفقہ شوہر کے ذمہ ہے لیکن طلاق بائن میں زوجہ نفقہ کی حقدار نہیں۔ مگر یہ کہ وہ حاملہ ہو۔[7] زوجہ کے نفقہ کے لیے اس کا مسلمان یا آزاد ہونا شرط نہیں لہٰذا اگر وہ ذمی یا امہ (کنیز) ہو تو بھی اس کا نفقہ شوہر پر واجب ہے۔

زوجہ کے نفقہ کے واجب ہونے کے دلائل

مفسرین نے اس آیت "فَاِنۡ خِفۡتُمۡ اَلَّا تَعۡدِلُوۡا فَوَاحِدَةً اَوۡ مَا مَلَكَتۡ اَيۡمَانُكُمۡ‌ؕ ذٰلِكَ اَدۡنٰۤى اَلَّا تَعُوۡلُوۡا"[8] ترجمہ: "میں عدل نہ کرسکوگے تو ایک ہی عورت یا لونڈی جس کے تم مالک ہو (کافی ہے)، یہ ناانصافی سے بچنے کی قریب ترین صورت ہے" کی تفسیر میں لکھاہے کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے عورتوں کے حقوق کی پامالی کی اجازت نہیں دی ہے اور مردوں کو حکم دیا ہے کہ وہ عدل و انصاف کی پابندی کریں اور عورتوں کے حقوق کو پامال نہ کریں، اگر کوئی مرد اپنی بیوی کا نفقہ ادا کرنے کی استطاعت نہ رکھتا ہے تو اس کا ایک بیوی کی موجودگی میں دوسری بیوی سے شادی کرنا پہلی بیوی کے حقوق پامال کرنے کے مترادف ہے۔[9]

نیز درج ذیل آیات سے شوہر پر زوجہ کا نفقہ واجب ہونے پر استدلال کیا گیاہے: سورہ نساء آیت ۳۴ "اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوۡنَ عَلَى النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعۡضَهُمۡ عَلٰى بَعۡضٍ" کیونکہ "قیّم" وہ ہوتا ہے جو کسی کے اہم امورانجام دیتاہے اس آیت میں مرد کا قیّم ہونے کا یہ مطلب ہے کہ زوجہ کا نفقہ، مہر اور اس کی ضروریات زندگی پورا کرنا اس کے ذمہ ہے۔ سورہ نساء آیت ۱۹ "وَعَاشِرُوۡهُنَّ بِالۡمَعۡرُوۡفِ" اس آیت کی تفسیر میں شیخ طبرسی لکھتے ہیں: اس کا مطلب یہ ہے کہ تم عورتوں سے اس طرح میل جول کرو کہ ان کے ساتھ تمہارا سلوک اچھا ہو اور تم ان کے حقوق ادا کرو، جس طرح اللہ تعالیٰ نے ان کے حقوق ادا کرنے کا حکم دیا ہے،اس کا مطلب یہ ہے کہ شوہر کو چاہیے کہ وہ اپنی بیویوں کے پاس جانے کے اوقات کی تقسیم میں عدل و انصاف سے کام لے، ان کا نفقہ ادا کرے، ان کے ساتھ بدتمیزی نہ کرے اور ان کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آئے۔[10]

ان آیات کے علاوہ متعدد احادیث سے شوہر پر زوجہ کے نفقہ واجب ہونے سے استدلال کیا گیاہے از جملہ رسول خداﷺ سے مروی ہے: "فَالرَّجُلُ لَيۡسَتۡ لَهُ عَلَى نَفۡسِهِ وِلاَيَةٌ إِذَا لَمۡ يَكُنۡ لَهُ مَالٌ وَ لَيۡسَ لَهُ عَلَى عِيَالِهِ أَمۡرٌ وَ لاَ نَهۡيٌ إِذَا

7۔ مسالک الافہام، ج ۸، ص ۴۴۹۔۴۵۰۔

8۔ سورہ نساء، آیت ۳۔

9۔ التبیان فی تفسیر القرآن، ابی جعفر محمد بن حسن طوسی، ج ۳ ، ص ۱۰۸؛ مجمع البیان، ابو علی الفضل بن الحسن طبرسی، ج ۳، ص ۳۲۔

10۔ مجمع البیان، ابو علی الفضل بن الحسن طبرسی، ج ۵، ص ۷۹۔

لَمْ يُجْبِرْ عَلَيْهِمُ النَّفَقَةَ"[11] "اگر کسی آدمی کے پاس مال نہ ہو تو اس شخص کی اپنی ذات پر کوئی ولایت نہیں اور اگر وہ اپنے عیال کا نفقہ نہ دے سکے تو وہ انہیں امر و نہی نہیں کر سکتا"۔

اولاد کا نفقہ

اولاد کا نفقہ جس میں ان کی رہائش، کپڑے، خوراک، صحت، تعلیم اور گھریلو ضروریات شامل ہیں جو عرف میں ان کی ضرورت شمار ہوتے ہیں۔ اسلامی جمہوری ایران کے قانون اور فقہی کتابوں میں اولاد کے نفقہ کے لیے عمر کی حد بیان نہیں ہوئی بلکہ کہا گیا ہے کہ جب تک وہ خود کمانے کے قابل نہ ہوں ان کا نفقہ باپ کے ذمہ ہوگا۔

لہٰذا، اس سوال کا جواب کہ اولاد کا نفقہ کب تک باپ کے ذمہ ہے، اولاد کے معاشی حالات پر منحصر ہے۔اس تناظر میں ہر علاقے کے عرف کو بھی مدنظر رکھا جائے گا۔ عام طور پر جب تک بچے تعلیم حاصل کر رہے ہوتے ہیں اس وقت تک ان کا نفقہ باپ کے ذمہ ہے۔ تعلیم سے فارغ ہونے کے بعد، کچھ شہروں میں لڑکے مناسب نوکری تلاش کرنے کے قابل ہو جاتے ہیں اور کام کر کے اپنی روزی روٹی کما سکتے، جب وہ کمانے کے قابل ہو جائیں تو ان کا نفقہ باپ کے ذمہ نہ ہوگا۔ جامع المدارک میں اولاد کے نفقہ کے بارے میں سید احمد خوانساری لکھتے ہیں: "و یشترط فی الوجوب الفقر و العجز عن الاکتساب و لا تقدیر للنفقة بل یجب بذل الکفایة من الطعام و الکسوة و المسکن"۔[12] اولاد کے نفقہ کے لیے ان کا محتاج ہونا اور کمانے سے عاجز ہونا شرط ہے اور نفقہ کی خاص مقدار معین نہیں ہے بلکہ اتنی مقدار میں کھانا، لباس اور مکان انہیں فراہم کیا جائے کہ اس سے ان کی ضروریات پوری ہوں۔

اولاد کے نفقہ کے واجب ہونے کے لیے ان کا تنگ دست ہونے کی شرط کی دلیل یہ ہے کہ اس بارے اجماع کا دعویٰ کیا گیا ہے اور نفقہ کی انصراف اس صورت کی طرف ہوتا ہے کہ جب وہ مالی حوالے سے نیاز مند ہوں۔ کمانے پر قادر نہ ہونے کی شرط کی دلیل یہ ہے کہ جو خود کما سکتا ہے وہ فقیر شمار نہیں ہوتا۔[13]

شوہر یا باپ کا اپنی زوجہ اور اولاد کا نفقہ ادا کرنے پر قادر ہونا شرط ہے لہٰذا اگر اس کے پاس اپنی ضرورت کے مقدار وسائل موجود ہوں تو انہیں اپنی ضروریات پوری کرنے پر خرچ کرے گا، اس سے بچ جائے تو زوجہ کا نفقہ ادا کرے گا اور پھر اولاد کا نفقہ ادا کرے گا۔[14]

11۔ مستدرک الوسائل و مستنبط المسائل، جلد ۱۳، صفحہ ۳۹۸۔

12۔ جامع المدارک، آیت اللہ سید احمد خوانساری، ج ۳، ص ۴۷۶۔

13۔ مسالک الافہام، ج ۸، ص ۴۸۵، جامع المدارک، آیت اللہ سید احمد خوانساری، ج ۳، ص ۴۷۶۔

14۔ مسالک الافہام، ج ۸، ص ۴۸۷۔

نتیجہ

تمام اسلامی مذاہب کی نظر میں زوجہ کا نفقہ شوہر کے ذمہ ہے اور اولاد کا نفقہ باپ کے ذمہ ہے، فقہ جعفری کی رو سے بیوی کا نفقہ چاہے وہ مالدار ہو یا تنگ دست شوہر کے ذمہ ہے اور اولاد نابالغ ہو یا بالغ ، اگر وہ کسی شرعی عذر کی وجہ سے کمانے کے قابل نہ ہوں تو اس کا نفقہ باپ کے ذمہ ہے۔